امام وکیع بن الجراح رحمہ اللہ

مولانا حبیب اللہ حسین

اسلام کی تاریخ میں اسلام کی تائید ونصرت کے لحاظ سے جو چند اعجازی ہستیاں پائی جاتی ہیں ان میں ایک امام وکیع بن الجراح رحمہ اللہ بھی تھے۔ فقیہ ہونے کے ساتھ جلیل القدر محدثوں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔

امام وکیع بن الجراح رحمہ اللہ نے جس عہد میں آنکھیں کھولیں، صنعت وحرفت، تہذیب وتمدن اور علم وفن کی اقبال مندی کا زمانہ تھا، مسندِ اقتدار پر ہارون الرشید براجمان تھا۔ ہارون کی قلمرو میں جتنے دیار وامصار تھے، بغداد اور کوفہ ان میں خصوصی طور پر علم وفن کے مراکز باور کیے جاتے تھے۔ جہاں کے ہر کوچہ، ہر گلی میں علم وہنر اور آدم گری ومردم سازی کے کارخانے کھلے ہوئے تھے، اس پر مستزاد ہارون کے علمی مزاج ومذاق نے یہاں کے در ودیوار تک میں علم کی زندگی بھر دی تھی۔ بغداد کو اگرچہ صدر مقام کی حیثیت حاصل تھی، مگر علم وفن کی تشکیلِ نو اور تہذیب وتمدن کو ایک نئی جہت عطا کرنے میں کوفہ بغداد سے آگے نہیں تو ہمرکاب ضرور تھا۔ امام وکیع رحمہ اللہ کی جائے پیدائش یہی کوفہ ٹھہرا۔

نام ونسب: کنیت ابوسفیان نام وکیع بن الجراح بن ملیح بن عدی بن فرس بن جمجمۃ الرواسی ہے، (۱) قبیلہ قیس میلان کی ایک شاخ رواس کی نسبت سے رواسی کہلاتے ہیں (۲)۔

سن پیدائش: تذکرہ نگاروں نے تاریخ ولادت کی بابت مختلف اقوال نقل کیے ہیں خطیب نے اپنی مؤرخانہ شان کے زیر اثر رہ کر سند متصل کے ساتھ امام وکیع رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے، جب ان سے ان کی تاریخ ولادت کی بابت استفسار کیا گیا تو فرمایا:

ولدتُ سنة ثمان وعشرين ومائة: میری ولادت ۱۲۸ھ میں ہوئی (۳)۔

بعض راویوں سے ۱۲۹ھ کی تاریخ بھی منقول ہے (۴) اس لیے کوئی قطعی رائے قائم نہیں کی جاسکتی۔

حلیہ: رنگ سانولا، قد میانہ، لحیم شحیم اور بھاری بدن (۵)، شیریں لہجہ، جو سننے والے کے کان میں رس گھولتا (۶)، چہرہ پُرنور، شخصیت جاذبیت سے بھرپور، بایں ہمہ قدرت نے ان کی شخصیت میں غیر معمولی ہیبت اور جلال بھی ودیعت کیا تھا۔

امام ابوزرعۃ رازیؒ ابوجعفر جمال کا واقعہ نقل کرتے ہیں، کہ وہ وکیع رحمہ اللہ کی زیارت کا شوق دل میں لیے ان کی قیام گاہ پہنچے۔ اتفاق سے اس وقت گھر میں تھے۔ تھوڑی دیر بعد، باہر تشریف لائے۔ نہایت اُجلے اور دیدہ زیب لباس میں ملبوس تھے، چہرہ نور سے دمک رہا تھا جس کی غیر معمولی آب وتاب کے بطن سے پھوٹنے والی ہیبت وجلال نے ہمیں مرعوب کر دیا، میرے پہلو میں کھڑا ایک آدمی کہنے لگا هذا مَلَك؟ یہ اس دنیا کی مخلوق نہیں، فرشتہ معلوم ہوتا ہے (۷)۔

محمد بن عبداللہ کا قول ہے "کانوا إذا رأو وکیعاً سکتوا" وکیع کو دیکھتے ہی لوگوں کو سانپ سونگھ جاتا تھا (۸)۔

طلب علم کی مشغولیت: ذہانت اور ذکاوت میں بے مثل تھے، ان کے شیوخ واساتذہ کی طویل فہرست سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کے ذوقِ

جستجو کا بھی یہی حال تھا۔ گھاٹ گھاٹ کا پانی پیا، علم وفن کا کوئی خرمن ایسا نہ تھا، جس سے انھوں نے خوشہ چینی نہ کی ہو۔

خود امام وکیع رحمہ اللہ محمد بن خلف التیمی کو اپنا ایک واقعہ سناتے ہیں: میں نے اعمش کی خدمت میں حاضر ہو کر سماعِ حدیث کی درخواست کی۔ فرمایا: تمہارا نام کیا ہے؟ کہا: وکیع، فرمایا: کسی شریف آدمی کا نام معلوم ہوتا ہے، خیال ہے مستقبل میں تمھاری شان ارفع ہوگی۔ فرمایا: کوفہ میں کہاں قیام ہوگا؟ کہا: بنی رؤاس میں۔ فرمایا: جراح بن ملیح کی رہائش گاہ سے کس سمت؟ کہا: یہ تو میرے والد ہیں۔ ان کے بیت المال کے نگراں تھے۔ پھر فرمایا: اپنے والد سے درہم لے کر پھر لوٹ آنا، تب پانچ حدیثیں سناؤں گا۔

میں نے اپنے والد کو یہ واقعہ سنایا، تو فرمایا: آدھے درہم ہاتھ میں پکڑے رکھنا جب اعمش تمھیں پانچ حدیثیں سنا چکے، تو نصف مزید درہم نکال کر دینا تاکہ حدیثیں پوری دس ہو جائیں۔ وکیعؒ رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے ایسا ہی کیا۔ نصف درہم دینے کے بعد اعمش نے فرمایا ھکذا؟ پھر خاموش رہے۔ کہا: اب تو حدیثیں سنائیے۔ دو حدیثیں سنا چکنے کے بعد اعمش خاموش ہوئے۔ کہا: وعدہ تو پانچ کا ہوا تھا؟ فرمایا: سب درہم کہاں ہیں؟ یہ کھیل کھیلنے کا تمھیں باپ ہی نے کہا ہوگا، اسے کیا معلوم کہ اعمش سرد گرم چشیدِ زمانہ اور تجربہ کار آدمی ہے۔ فرمایا: اب جا کر سارے درہم لیتے آنا۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ درہم لے کر اعمش کے حوالے کیے تو انھوں نے پانچ حدیثیں سنائیں۔ یہ عمل ہر ماہ جاری رہتا، ماہ کے اختتام کے ساتھ میں والد سے درہم لے کر واپس آتا اور اعمش مجھے پانچ حدیثیں سناتے (۹)۔

ذہانت اور قوتِ حافظہ: حافظہ کی قوت کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ جو بات سن لی وہ ہمیشہ کے لیے لوحِ دل پر ثبت ہو جاتی۔ طلبِ علم کی مشغولیتوں کے زمانہ میں کبھی حدیث قلمبند کرنے کی نوبت نہیں آئی۔ خود فرماتے ہیں:

ماكتبتُ عن سفيان الثوري قط، كنتُ أتحفظ، فإذا رجعتُ إلى المنزل كتبتها

"سفیان ثوریؒ کے درس میں کبھی حدیث قلمبند نہیں کی، بلکہ اس کو یاد کر لیتا، پھر گھر واپس لوٹ کر لکھتا تھا" (۱۰)۔

قاسم بن یزید الجرمی کہتے ہیں امام وکیع ابھی کم سن تھے، امام ثوری رحمہ اللہ انھیں بلا کر فرماتے: رواسی تم نے کون سی حدیث سنی ہے؟ وہ پوری سند کے ساتھ حدیثیں سناتے۔ سفیان ثوری یہ سن کر مسکراتے اور اپنے شاگرد کی حاضر دماغی پر تعجب کرتے۔ وسفیان یتبسم ویتعجب من حفظه (۱۱)۔

اسحاق بن راہویہ فرماتے ہیں: "إن حفظ وكيع كان طبيعياً وحفظنا تكلف" وکیع کا حافظہ ان کی طبعی خصوصیت تھی، اور ہم لوگ جو یاد کرتے سو تکلف کی یاد ہے۔ (تاریخ بغداد للخطیب: ۱۳/ ۴۷۴)

یحییٰ بن یمان رحمہ اللہ کا قول ہے جب سفیان ثوری رحمہ اللہ نے وکیع رحمہ اللہ کو پہلی مرتبہ دیکھا تو فرمایا:

"لايموت هذا الرؤاسي، حتى يكون له شان" مرنے سے پیشتر اس رواسی کی شان تابناک ہوگی۔

جب سفیان ثوری رحمہ اللہ اس عالم رنگ وبو سے کوچ کر گئے تو وکیع رحمہ اللہ ان کے جانشین مقرر ہوئے (۱۲)۔

علمِ حدیث اور فضل وکمال: ان کے حلقہ درس میں ہزاروں طلباء بیٹھتے تھے۔ جن میں دور دراز ممالک کے طلباء بھی ہوتے، کسی کتاب یا یادداشت کے بغیر درس دیتے۔ ان کے تقدس اور جامعیت کا شہرہ سن کر یحییٰ بن معین، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ جیسے یگانہ روزگار فقہاء ومحدثین بھی کسبِ فیض کے لیے ان کے حلقہ درس میں شامل ہوئے۔ یحییٰ بن معینؒ کا قول ہے میری آنکھوں نے ان سے بڑا آدمی نہیں دیکھا۔ امام احمد بن حنبلؒ کا قول ہے علم میں وکیع جیسا آدمی میری نظر سے نہیں گذرا، انہی کا قول ہے:

”مارأت عینی مثل وکیع قط، یحفظ الحدیث، ویذاکر بالفقه، فیحسن مع ورع و اجتهاد، ولایتکلم فی أحد“

میری آنکھوں نے وکیع کے جوڑ کا آدمی نہیں دیکھا، احادیث بھی ان کو خوب یاد تھیں، اور فقہی مسائل پر بھی کمالِ خوبی کے ساتھ بحث کرتے تھے (ان علمی فضائل کے ساتھ) پارسائی اور عبادت میں جد و جہد کی خصوصیت بھی پائی جاتی تھی۔ وہ کسی پر اعتراض اور نکتہ چینی بھی نہیں کرتے تھے (۱۳)۔

عبدالرزاقؒ کا بیان ہے کہ میں ثوری، ابن عیینہ، معمر، اور مالک رحمہم اللہ جیسے جہابذۂ وقت کو دیکھ چکا ہوں، لیکن وکیع جیسا (فضل و کمال والا) آج تک نہیں دیکھا (۱۴)۔ مفضل الغلابی کہتے ہیں کہ موضعِ عبادان میں حماد بن مُعدہ نے مجھ سے کہا: وکیع بن الجراح سے سماعِ حدیث کا شوق ہے، تم بھی میرے ساتھ چلو، مفضل غلابی کہتے ہیں ہم وکیع کی خدمت میں حاضر ہوئے، ہماری خواہش پر انھوں نے حدیثیں سنائیں، لوٹتے وقت حماد نے کہا: ابو معاویہ! میں ثوری رحمہ اللہ کو دیکھ چکا ہوں، مگر وہ (فضل و کمال میں) وکیع کے مثل نہیں تھے (۱۵)۔ ابن عمار کا قول ہے کوفہ میں وکیع سے بڑھ کر فقیہ اور بہتر محدث نہیں تھا، وہ عبقری تھے۔ ابن عمار ہی کا قول ہے میں نے وکیع کو یہ کہتے سنا: ”پندرہ برس میں کتاب کی طرف مراجعت کی صرف ایک بار ضرورت پیش آئی، سوائے اس کے، کبھی کتاب میں نہیں دیکھا (۱۶)۔ سلیمان بن الاشعث کا قول ہے کہ وکیع کے ہاتھوں میں کبھی کتاب نہیں دیکھی گئی، وکیع نے ہمیں سفیان سے سنی ہوئی تمام احادیث مع سند کے سنائیں، سناچکنے کے بعد خود فرمایا ”سفیانؒ کی مجلس میں دوبارہ کبھی حاضر نہیں ہوا“ ابوداوٗد سے بھی یہی روایت منقول ہے (۱۷)۔ احمد کا قول ہے کان وکیع امام المسلمین (۱۸)۔ وہ مسلمانوں کے پیشوا تھے۔ کانت الرحلة الی وکیع اپنے زمانے میں حدیث کا مدار انہی پر تھا (۱۹)۔

فقہ: امام وکیع صرف حدیث ہی کے نہیں، فقہ کے بھی امام تھے۔ فن فقہ میں گہری دستگاہ حاصل تھی۔ احناف کو ان پر فخر ہے کہ وکیع رحمہ اللہ زیادہ تر امام ابو حنیفہ کے نقطۂ نظر کو سامنے رکھ کر فتوی دیا کرتے تھے۔ یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ وکیع زیادہ تر ابو حنیفہ کے قول پر فتوی دیا کرتے تھے۔ کان یفتي بقول ابی حنیفه۔ انہی کا قول ہے ”وکیع فی زمانه کاالاوزاعی فی زمانه“ (۲۰) اپنے عہد میں وکیع کی شان اس طرح ہے جس طرح اوزاعی کی اپنے زمانہ میں تھی۔ ابراہیم بن شماس کہتے ہیں ”رأیت أفقه الناس وکیعاً“ میں نے فقہ میں سب سے بڑھ کر وکیع کو دیکھا (۲۱)۔ ابن عمار کا قول ہے کوفہ میں وکیع سے بڑھ کر فقیہ نہیں تھا (۲۲)۔

تقوی و پارسائی: ان کے یومیہ معمولات دلچسپ مگر حیرت انگیز تھے، ان کا نظام الاوقات کیا تھا؟ خطیب نے وکیع رحمہ اللہ کے صاحبزادے سفیان بن وکیع کے حوالہ سے نقل کیا ہے:

”میرے والد صائم الدھر تھے، قاعدہ تھا کہ صبح سویرے (نمازِ صبح سے فارغ ہونے کے بعد) درسِ حدیث کے حلقہ میں تشریف لاتے، حدیث کے طلبہ کو پڑھاتے رہے، تاایں کہ دن کافی چڑھ جاتا، حلقہ سے اٹھ کر گھر تشریف لاتے اور سو جاتے، ظہر کے وقت تک سوتے، اس کے بعد ظہر کی نماز کے لیے اٹھتے، نماز سے فارغ ہو کر اس سڑک کی طرف چلے جاتے جدھر سے پانی بھرنے والی بہشتے پکھالیں بھر بھر کے شہر کی طرف لاتے تھے اور ہر ایک سے دریافت فرماتے کہ قرآن اس کو کتنا یاد ہے، جسے یاد نہ ہوتا اس کو قرآن کی اتنی سورتیں یاد کراتے جو نماز پڑھنے کے لیے کافی ہوں، یہ کام عصر کے وقت تک کرتے۔ عصر کی نماز اپنی مسجد میں ادا کرتے اور نماز کے بعد وہیں بیٹھ کر قرآن کا درس دیتے، کچھ وقت بچتا اسے اللہ کی یاد میں گزارتے۔

مغرب کی نماز پڑھ کر گھر تشریف لاتے، تب افطار کا کھانا آپ کے آگے رکھا جاتا، قریب دس رطل سے کم مقدار مجموعی طور پر کھانے کی نہ ہوتی، کھانے کے بعد آپ کے سامنے نبیذ کا قرابہ پیش کیا جاتا۔ دس رطل کے قریب نبیذ جس میں ہوتی، کھانے کے بعد اس قرابہ سے جتنا ان کا جی چاہتا پیتے رہتے اور جو بچ جاتا، اس کو سامنے رکھتے، پھر کھڑے ہو جاتے اور رات میں نمازوں کا ان کا جو ورد تھا اسے پورا کرتے اور دو رکعتوں یا ان سے زیادہ رکعتوں کے بعد خواہ طاق ہوتیں یا جفت (سلام پھیر کر) اسی قرابہ سے پیتے رہتے، تا آنکہ ختم ہو جاتا، پھر سو رہتے" (۲۳)۔

ایک دفعہ کسی نے کہا: حضور میں نے نبیذ پی تورات کو خواب میں دیکھا، کہنے والے نے کہا تو نے شراب پی، یہ سن کر وکیع رحمہ اللہ نے فرمایا: ذاك شیطان یہ شیطان ہوگا، جس نے تجھ سے یہ کہا (۲۴)۔ فرماتے تھے فرات کے پانی اور نبیذ میں میرے نزدیک قطعاً فرق نہیں۔ ابراہیم بن شماس کا قول ہے اگر میں کوئی آرزو کرتا تو یہی کہ وکیع کی عبادت اور رقت حاصل ہو (۲۵)۔ دمشق کے زاہدِ مشہور احمد بن ابی الخواری کا قول ہے "زندگی بھر جتنے لوگوں سے ملا، وکیع سے بڑھ کر خشیّت والا نہیں دیکھا" (۲۶)۔ ابن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے وکیع سے افضل نہیں دیکھا۔ کہا گیا، ابن مبارک سے بھی افضل؟ فرمایا "لهُ فضل" ان کا اپنا ایک مقام ہے، مگر وکیع سے افضل اور باکمال نہیں دیکھا، ہمیشہ قبلہ رو رہتے، احادیث بکثرت یاد کرتے، ساری رات عبادت کرتے، دائم روزہ رکھتے تھے (۲۷)۔ قاضی یحیٰی بن اکثم کہتے ہیں سفر و حضر میں وکیع کی صحبت اُٹھائی ہمیشہ روزہ رکھتے، ہر شب کو ایک قرآن ختم کرتے (۲۸)۔

غیبت سے اجتناب: فلاسؒ کا قول ہے کہ میں نے وکیع رحمہ اللہ کو کبھی کسی کی برائی کرتے نہیں دیکھا (۲۹)۔ احمد بن حنبلؒ کہتے ہیں وہ کسی پر اعتراض اور نکتہ چینی نہیں کرتے تھے (۳۰)۔

سیر چشمی: امیر گھرانے کے تھے۔ صرف والدہ سے لکھا ہے کہ ایک لاکھ درہم وراثت میں ملے، لیکن کبھی اپنے حصہ کا مطالبہ نہیں کیا (۳۱)۔ ایک شخص نے کہا امام اعمش کے حلقۂ درس میں آپ نے میری روشنائی استعمال کی تھی، اس کی قیمت ادا کیجیے۔ بحث میں الجھے بغیر بلا تامل ایک تھیلی جو درہم سے بھری تھی اس کے حوالہ کر دی۔ فرمایا مجھے افسوس ہے کہ سوائے اس کے میرے پاس کچھ نہیں (۳۲)۔

عہدہ قضا قبول کرنے سے انکار: ملازمت قبول کرنے کی صورت میں دنیاوی آلائش کا چونکہ خطرہ تھا، اس لیے اس قسم کی آلادگیوں سے اپنے آپ کو پاک رکھنے کے لیے عہدہ قضاء قبول کر لینے سے صاف انکار کیا۔ اس لحاظ سے وہ ان بزرگانِ حق میں سے تھے جو مدت العمر اپنے بوریائے فقر پر قانع رہے اور دنیائے فانی کی دل فریبیاں کبھی ان کی جمعیتِ خاطر کو پراگندہ نہ کر سکیں اس لیے بادشاہی تعلقات کی ابتلاوں سے بچنے اور حرص و طمعِ دنیا کی آلودگیوں سے پاک دامن رہنے کے لیے گوشۂ علم کے سکون کو حکومت کے شور و غوغا پر ترجیح دی۔ محمد بن وراق کا قول ہے "عُرِض القضاعلی وکیع، فامتنع" انہیں عہدہ قضا کی پیشکش ہوئی، لیکن انھوں نے صریح انکار کیا (۳۳)۔ امام وکیع رحمہ اللہ خود فرماتے ہیں کہ ہارون الرشید نے عہدہ قضاء قبول کرنے کی پیشکش کی تھی، میں نے یہ کہہ کر بات ٹال دی کہ بوڑھا اور ناتواں ہوں کسی کام کا نہ رہا (۳۴)۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ وکیع بن الجراح اور عبدالرحمٰن بن مہدی میں سے زیادہ محبت کس سے ہے؟ فرمایا: جہاں تک وکیع کی بات کرتے ہو، وہ تو ایسے مردِ خدا تھے کہ حفص بن غیاث النجلی نام ان کے ایک دیرینہ رفیق تھے یہ جب عہدہ قضاء پر فائز

ہوئے تو وکیع رحمہ اللہ نے تادمِ مرگ ان سے بات نہیں کی۔جب کہ عبدالرحمٰن کے رفیقِ دیرینہ معاذ بن معاذ العنبری تھے یہ جب قاضی مقرر ہوئے تو عبدالرحمٰن اس سے اسی طرح نبھاہ کرتے رہے(۳۵)۔

فربہی اور موٹاپہ کا سبب: ذرا جیم شحیم اور بھاری بدن کے تھے۔ تاثر پیدا ہوا کہ وہ عیش و تنعّم کی زندگی بسر کرتے ہیں۔جب مکہ پہنچے تو فضیل بن عیاض رحمہ اللہ سے ملاقات ہوئی،ان کی فربہی کو دیکھ کر فضیل نے کہا: میں نے سنا ہے، تم راہبِ عراق ہو پھر یہ فربہی کیسی؟ ماھذا السمن وأنت راهب العراق؟ جواب میں وکیع رحمہ اللہ نے فرمایا:"ھذا من فرحی بالاسلام"اسلام کی وجہ سے نشاط کی جس کیفیت میں رہتا ہوں یہ اس کا نتیجہ ہے۔"فافحمه"فضیلؒ کو سانپ سونگھ گیا(۳۶)۔

گھر پر عبادت کے اثرات: ان کے صاحبزادہ کا قول ہے میرے والد ماجد تہجد کی نماز کے لیے جس وقت اٹھتے تو سارا گھر اس نماز کے لیے اُٹھ کھڑا ہوتا،"حتی ان جاریته السوداء لتصلی"حتی کہ گھر میں حبشن باندی تک تہجد پڑھتی تھی(۳۷)۔

شیوخ: ان کے شیوخ کی فہرست خاصی طویل ہے۔یہاں خاص اساتذہ وشیوخ کی اجمالی فہرست درج کی جاتی ہے۔جن میں بیشتر تابعی تھے۔ اپنے معاصرین میں بہت سے اوصاف کے لحاظ سے فائق تھے،سب سے بڑا شرف ان کی یہی تبع تابعیت تھی۔ہشام بن عروۃ، سلیمان الاعمش، اسماعیل بن ابی خالد،ابن عون،ابن جریج،داود الاودی،یونس بن ابی اسحاق،اسود بن شیبان،ہشام بن الغاز،الاوزاعی، جعفر بن برقان، زکریا بن ابی زائدۃ، طلحۃ بن عمرو المکی، فضیل بن غزوان، ابوجناب الکلبی، خصلہ بن ابی سفیان، اَبان بن صمعۃ، اَبان بن عبداللہ البجلی، ابان بن یزید، ابراہیم بن الفضل المخزومی،ابراہیم بن یزید الخوزی،ادریس بن یزید،اسماعیل بن رافع المدنی،اسماعیل بن سلیمان الازرق،اسماعیل بن ابی الصغیر، اسماعیل بن مسلم العبدی،افلح بن حُمید، ایمن بن نابل، بدر بن عثمان،بشیر بن المہاجر، حریث بن ابی مطر،ابو خلدہ خالد بن دینار، خالد بن طہمان، دلہم بن صالح، سعد ابن اوس، سعدان الجہنی، وسعید بن السائب، سعید بن عبید الطائی، سلمۃ بن نبیط، طلحۃ بن یحییٰ، عباد بن منصور، عثمان الشحام، عمر بن ذر، علیی بن طہمان، عیینہ بن عبدالرحمٰن بن جوشن، کہمس، مثنی بن سعید الضبعی، مثنی بن سعید الطائی، ابن ابی لیلی، مسعر بن حبیب، مسعر بن کدام، معاویہ بن ابی مزرد، مُصعب بن سلیم، ابن ابی ذئب، سفیان، شعبہ، اسرائیل ان کے شیوخ واساتذہ تھے(۳۸)۔امام اعظم ابوحنیفہ بھی ان کے خاص اساتذہ میں شامل ہیں۔یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ سے انھوں نے بکثرت روایت حدیث کی۔

تلامذہ: مشہور تلامذہ کے نام یہ ہیں۔احمد بن حنبل،ابن مدینی، یحییٰ بن آدم، قتیبہ بن سعید، یحییٰ بن معین، ابوخثیمہ زہیر بن حرب، ابوبکر بن ابی شیبہ، احمد بن جعفر الوکیعی، عباس بن غالب الوراق، یعقوب الدورقی(۳۹)، عبیداللہ بن ہاشم، ابراہیم بن عبداللہ القصار(۴۰)، احمد بن منیع، حسن بن عروۃ(۴۱)، اسحاق الحنظلی، محمد بن نمیر، عبداللہ الحمیدی، محمد بن سلام، یحییٰ بن جعفر، یحییٰ بن موسیٰ، محمد بن مقاتل، ابوسعید اشج، نصر بن علی، سعید بن ازہر، ابن ابی عمر، علی بن حشرم(۴۲)، یحییٰ بن یحییٰ نیشاپوری، محمد بن صلاح الدولابی، ابراہیم بن سعد الجوہری(۴۳)۔

وفات: سن ۱۹۶ھ میں سفرِ حج پر روانہ ہوئے، حج سے فارغ ہوئے تو اسہال کی جانکاہ تکلیف میں مبتلا ہوئے، جس کی وجہ سے مراجعتِ وطن کا ارادہ کیا۔ابھی کوفہ کے قریب مقامِ فید پہنچے تھے کہ ان کی روح سعید پرواز کر گئی، وہیں آسودۂ خاک ہوئے(۴۴)۔

مرض الوفات میں گفتگو: ملیح بن وکیع (صاحبزادہ) کا بیان ہے کہ اباجان نے مرض الوفات میں دونوں ہاتھ باہر نکال کر فرمایا: بیٹا میرے ہاتھ دیکھ رہے ہو؟ ان ہاتھوں سے آج تک کسی کو ضرر نہیں پہنچا۔ ملیح کہتے ہیں میں نے یہ بات داود بن یحییٰ بن یمان کو بتائی تو انھوں نے کہا: خواب میں آپ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! ابدال کون ہوتے ہیں؟ فرمایا: جو اپنے ہاتھ سے کسی کو

ضرر نہیں پہنچاتے، وکیع بھی انہی میں شامل ہیں۔ صدیاں گزر گئیں، عشاقِ حق کے ذکر میں آج یہ تاثیر ہے۔ نہیں معلوم، ان پاک سیر توں اور پاک صحبتوں کی گیرائیوں اور دل ربائیوں کا کیا حال ہوگا؟!!!

وحدّثتَني یاسعد عنها، فزِدتَني
جنونا، فزِدنی من حدیثك یا سعد

مصادر ومراجع

(۱) الانساب للسمعانیؒ: ۳/۹۷ط دار الجنان، والفهرست لابن الندیم، ص ۲۸۳ ط نور محمد، وتذکرة الحفاظ للذهبیؒ: ۱۔۲/۳۰۶۔ (۲) تذکرة الحفاظ للذهبیؒ۔ (۳) تاریخ بغداد: ۱۳/۴۶۴ ط بیروت۔ (۴) دیکھیے تاریخ بغداد: ۱۳/۴۶۷، وسیر اعلام النبلاء: ۹/۱۴۰، ۱۴۱، وتهذیب التهذیب لابن حجرؒ: ۱۱/۱۲۴۔ (۵) کان وکیعا أسمر ضغما سمیناً سیر أعلام النبلاء: ۹/۱۴۶، تهذیب التهذیب: ۱۱/۱۳۰، وتذکرة الحفاظ: ۱۔۲/۳۰۸۔ (۶) قال علی بن المدینی: "کان وکیع یلحن، ولوحدثت عنه بألفاظها لکانت عجبا" تهذیب التهذیب: ۱۱/۱۳۰۔ (۷) سیر أعلام النبلاء: ۹/۱۵۷۔ (۸) تهذیب التهذیب: ۱۱/۱۳۰۔ (۹) تاریخ بغداد: ۱۳/۴۶۸، وسیر أعلام النبلاء: ۹/۱۴۵، ۱۴۶، والانساب للسمعانی: ۳/۹۷۔ (۱۰) تاریخ بغداد: ۱۳/۴۷۵، وسیر أعلام النبلاء: ۹/۱۴۶۔ (۱۱) تاریخ بغداد: ۱۳/۴۷۵، وسیر أعللام النبلاء: ۹/۱۴۶۔ (۱۲) سیر أعلام النبلاء: ۱۳/۴۶۸، ۴۶۹۔ (۱۳) تذکرة الحفاظ: ۱۔۲/۳۰۸، وتاریخ بغداد: ۱۳/۴۷۴۔ (۱۴) سیر اعلام النبلاء: ۹/۱۴۷۔ (۱۵) تاریخ بغداد: ۱۳/۴۷۴، وسیر اعلام النبلاء: ۹/۱۴۷۔ (۱۶) سیر اعلام النبلاء: ۹/۱۴۶۔ (۱۷) تاریخ بغداد: ۱۳/۴۷۵۔ (۱۸) ۱۳/۴۷۵۔ (۱۹) تهذیب التهذیب: ۱۱/۱۲۷۔ (۲۰) تذکرة الحفاظ: ۱۔۲/۳۰۸، وسیر اعلام النبلاء: ۹/۱۴۸۔ (۲۱) تهذیب التهذیب: ۱۱/۱۳۰۔ (۲۲) تذکرة الحفاظ: ۱۔۲/۳۰۹۔ (۲۳) الأنساب للسمعانی: ۳/۹۷، وسیر أعلام النبلاء: ۹/۱۴۹، ۱۵۰، وتاریخ بغداد: ۱۳/۴۷۱۔ (۲۴) تاریخ بغداد: ۱۳/۴۷۱۔ (۲۵) تذکرة الحفاظ: ۱۔۲/۳۰۸ وسیر اعلام النبلاء: ۹/۱۵۱۔ (۲۶) سیر اعلام النبلاء: ۹/۱۴۸، تهذیب التهذیب: ۱۱/۱۲۷۔ (۲۷) سیر اعلام النبلاء: ۱۳/۴۷۰۔ (۲۸) سیر أعلام النبلاء: ۱۳/۴۷۰۔ (۲۹) سیر أعلام النبلاء: ۹/۱۵۸۔ (۳۰) تهذیب التهذیب: ۱۱/۱۳۰۔ (۳۱) تذکرة الحفاظ: ۱۔۲/۳۰۸، وتاریخ بغداد: ۱۳/۴۶۹۔ (۳۲) سیر أعلام النبلاء: ۹/۱۵۹، وتاریخ بغداد: ۱۳/۴۶۹۔ (۳۳) تاریخ بغداد: ۱۳/۴۶۷، وتذکرة الحفاظ: ۱۔۲/۳۰۷، وتهذیب التهذیب: ۱۱/۱۲۶، وسیر أعلام النبلاء: ۹/۱۴۴۔ (۳۴) سیر اعلام النبلاء: ۹/۱۵۱۔ (۳۵) تهذیب التهذیب: ۱۱/۱۲۵، ۱۲۶، وتاریخ بغداد: ۱۳/۴۷۷۔ (۳۶) تذکرة الحفاظ: ۱۔۲/۳۰۸، وتهذیب التهذیب: ۱۱/۱۳۰۔ (۳۷) تاریخ بغداد: ۱۱/۴۷۱۔ (۳۸) سیر اعلام النبلاء: ۹/۱۴۱۔۱۴۲، وتهذیب التهذیب: ۱۱/۱۲۴، والأنساب للسمعانی: ۳/۹۷۔ بحذف بعض الأسماء۔ (۳۹) الانساب للسمعانی: ج ۳، وتاریخ بغداد: ۳/۴۶۷۔ (۴۰) تذکرة الحفاظ: ۱/۲۸۰۔ (۴۱) خلاصة تهذیب الکمال: ۱/۴۶۵۔ (۴۲) کتاب الجمع بین رجال الحدیث: ۲/۵۴۶۔ (۴۳) تهذیب التهذیب: ۱۱/۱۲۵۔ (۴۴) تاریخ بغداد: ۱۳/۴۸۰۔

وفاق سے ملحقہ مدارس وجامعات سے گذارش

سہ ماہی "وفاق المدارس" چونکہ وفاق المدارس کا ترجمان ونقیب ہے، اس لیے وفاق سے ملحقہ ملک کے تمام مدارس وجامعات میں ارسال کیا جاتا ہے اور انہیں اس کی خریداری کا پابند بنایا گیا ہے۔ جس کا سالانہ بدل اشتراک -/100 روپیہ ہے جبکہ فی شمارہ 25 روپے ہے۔ لیکن بعض ادارے اس کے بدل اشتراک میں نادانستہ تاخیر کرتے ہیں، اس لیے متعلقہ اداروں سے گذارش ہے کہ سالانہ چندۂ وفاق کے ساتھ ہمیشہ کے لیے -/100 روپیہ برائے سہ ماہی "وفاق المدارس" ضرور ارسال فرمایا کریں۔ جن اداروں نے اب تک یہ رقم ارسال نہیں کی ازراہ کرم وہ رقم ارسال فرمادیں۔ (ادارہ)